مضمون: ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

'الحمدللہ میں مسلمان ہوں'۔ یہ وہ محسور کن جملے ہیں جو کانوں میں رس گھولتے ہوئے سیدھا قلوب کی گھرائیوں میں اترتے ھیں اور ہوں بھی کیوں نہیں، آخر مسلمان دینِ فطرت اسلام کے پیروکار ہیں کیونکہ یہ دین فطرتِ کائنات اور قانونِ وجود سے ہم آہنگ ہے۔ دورِ اوّل کے مسلمان اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے اسلیئے وہ اسلامی تعلیمات کو واقعی زندگی میں بروئے کار لانے کی عملی جدوجہد کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے نا صرف انفرادی پہلوؤں کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کی سعی کی بلکہ ایک خالص اسلامی معاشرے کا قیامِ عمل میں لایا۔ دورِ اوّل کے مسلمان کے یہاں اسلام کا یہ مفہوم نہیں تھا کہ وہ خود مسلم ہو جائیں اور معاشرے کے دیگر افراد کو ان کے حالوں پے چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کے نزدیک یہ کام ایک عبادت سے کم نہ تھا کہ وہ معاشرے کو ایک ایسے اسلامی معاشرے میں تبدیل کر دیں جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کے نازل کردہ قوانین کی پابندی کرتا ہو۔ ان کی زندگیوں کی ساری جدوجہد اسلام کے اس مفہوم کی عکاس تھی۔

آغازِ اسلام میں مسلمان اسلامی قانون کو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط سمجھتے تھے۔ ان کا یہ خیال نہیں تھا کہ اسلامی قانون صرف عبادت، نکاح و وراثت جیسے قوانین پر مشتمل ہے بلکہ وہ اسلام کو ان تمام معاملات پر مشتمل سمجھتے تھے جو کسی بھی ایسے اسلامی معاشرے میں ابھر سکتے ہیں جو واقعی دنیا میں براہِ راست اسلامی فکر سے وجود میں آیا ہو۔ ان کے نزدیک اسلام مکمّل ضابطہ حیات تھا جو زندگی کے تمام چھوٹے بڑے معاملات میں انکی رہنمائی کرتا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہلِ اسلام کے ذہنوں میں اسلام کا مفہوم محدود ہوتا چلا گیا۔ رفتہ رفتہ اسلام کی یہ حقیقت قلب و دماغ سے محو ہوگئی کہ درحقیقت اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر ایک مکمّل اور جامع ضابطہ حیات ہے۔ اس کے برعکس مسلمان یہ سمجھنے لگے کہ اسلام محض چند عبادات کا مجموعہ ہے جو قلبی نیّت کے ساتھ چند اوقات میں ادا کر دئے جائیں اور اسکے علاوہ زندگی کا ہر گوشہ، ہر شعبہ فرد کی اپنی خواہشات کا مرہونِ منت ہو۔ غور کرنا چاہئے کہ اسلام کا مفہوم اس قدر محدود کیوں ہو کر رہ گیا اور اسلام کے مکمّل ضابطہ حیات ہونے کا تصوّر کیوں ذہنوں سے محو ہوگیا؟ اس ہمہ گیر تصوّر کے بجائے آج اسلام کو چند منتشر اور غیر مربوط جزئیات کا مرکّب کیوں سمجھ لیا گیا جیسے کسی کپڑے میں بے جوڑ پیوند لگے ہوں؟ آج ایک مسلمان اپنی اقتصادیات، معاشیات، ثقافت، تہذیب اور بہت کچھ غیر اسلامی نظام سے درآمد کر کے بہت فخر محسوس کرتا ہے۔ اپنے معاشرتی اصول وہ کسی بھی غیر اسلامی فکر سے اخذ کر سکتا ہے، اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے!!!

پیارے نبی ﷺ اور انکے جانثار صحابہؓ کے دورِ عہد میں ایک عظیم اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا گیا جسکی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے اور یہ معاشرہ تاریخ کے ایک طویل عرصے تک اپنی تمام خصائص کے ساتھ جلوہ گر رہا اور اسکے وسیع اور گہرے اثرات دنیا میں پھیلتے چلے گئے اور جو لوگ اسلام قبول کرتے گئے وہ اس طرزِ حیات کو اختیار کرتے چلے گئے۔ رفتہ رفتہ بہت سی برائیوں اور خرابیوں نے جڑ پکڑنی شروع کی اور خلافتِ راشدہ کا عظیم الشان نظام بادشاہت کی جانب منتقل ہوتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ ایسی بہت سی وجوہات تھیں جنکا جاننا موجودہ دور کے تناظر میں بہت اہم ہے جبکہ عصرِ حاضر نوجوانوں کے لئے لاتعداد چیلنجز لئے نمودار ہوا ہے۔ مسلمانوں کے دورِ زوال بالخصوص صلیبی جنگوں کے بعد جس شعبہ کو دشمنانِ اسلام نی سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ نظامِ تعلیم جسکی جگہ تب سے لے کر آجتک مغرب کی یہ بھرپور کوشش رہی ہے کہ لادینی نظامِ تعلیم کی مسلم ممالک میں ترویج کی جائے اور طلباء کو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ کر دیا جائے اور اسطرح مسلم نوجوانوں کے عقل وفہم پر پردہ ڈال دیا جائے۔ مغرب آج بھی اپنے اس ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان سمیت پورے عالمِ اسلام میں تعلیم جیسا شعبہ جمود کا شکار ہے اور مغرب کی اندھی نقالی کے باعث آجتک یہ شعبہ نہ کسی مخصوص نصاب پر اتفاق کر سکا ہے اور نہ ہی ذریعہ تعلیم پر۔ ان مغرب زدہ تعلیمی اداروں سے نکلنے والے طلباء کے نزدیک اسلام ایک قدامت پسند مذہب ہے۔ آج انہی کمزوریوں کے باعث نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہے حالانکہ اسلام آج بھی روئے زمین کی فعال قوّت ہے، ایک معاشرتی انصاف ہے، اور ایک ایسا نظامِ زندگی ھے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے اور اسکی خیر وفلاح کی طرف متوجّہ کرتا ہے۔

نظامِ تعلیم پر حملہ آور ہونے کے بعد دوسرا ادارہ جس پر مغرب آج اپنے پنجے جما چکا ہے وہ ہے میڈیا۔ میڈیا پر یلغار کے ذریعے آج مغرب غیر اسلامی کلچر کی

ترویج کرتے ہوئے گھر گھر پہنچ چکا ھے اور آنکھوں کو خیرہ کردینے والی چمک دمک کے زریعے نوجوانوں کو ان کے بلند مقصد اور دین سے دور کرنے میں کلیدی کردار ادا کررھا ھے۔ گھر گھر کئی سو چینلز سینکڑوں ذہنوں کو پراگندہ کررہے ہیں۔ لباس، لہجہ، انداز، طور طریقے غرضیکہ وہ سب کچھ جسے کسی بھی قوم کی تہذیب کا آئینہ دار کہا کا سکتا ہے، اپنے اپنے زاویہ مغرب کی جانب پھیرے ہوئے ہیں۔ میڈیا پر دکھائے جانیوالے پروگرامز، موسیقی، بے حیائی اپنے زوروں پے ہے جسکے اثرات معاشرے میں رفتہ رفتہ نظر آرہے ہیں۔ آج وطنِ عزیز کے اندر بڑے دلگرفتہ واقعات ہوجاتے ہیں مگر نہ آنکھیں نم ہوتی ہیں نہ دل ویران کیونکہ قوم کے وقت کا ایک بہت بڑا حصّہ امیج بلڈنگ میں صرف ہوتا ہے اور وہ ایسے بہت سے کردار اپنی زندگیوں میں ڈھالنا چاہتے ہیں جنکا حقیقی زندگی سے دور کا تعلق ہوتا ھے۔

شیطان کا پہلا ہتھیار بے حیائی ہے اور حدیث کے مصداق بے حیائی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔ مخلوط تعلیمی نظام، حدود آرڈیننس، آزادیٔ نسواں جیسی تحریکیں اس درپے ہیں کہ حیاء کے تصوّر کو معدوم کردیا جائے اور مغرب کے وضع کردہ بے روح قوانین پر پوری اسلامی دنیا کو عمل پیرا کردیا جائے تاکہ عالمگیر اسلامی انقلاب کا خواب ناممکن بنا دیا جائے۔

ان تمام دگرگوں حالات کے باوجود آج بھی امتِ مسلمہ کے لئے راہِ نجات موجود ہے۔ اکیسویں صدی اپنے ساتھ بڑے بڑے چیلنجز لائی ہے اور ان چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کا طریقہ درست منصوبہ بندی اور حالات کو سمجھنے کا صحیح ادراک ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ آج کے نوجوان بالخصوص طالبات کا طبقہ اسلام کے متعلق اپنے شکوک وشبہات کو دور کرے۔ اسکے لئے قرآن کو حقیقی معنوں میں سمجھنا اور اسکے مطابق اپنی زندگیوں کو پروان چڑھانا ایک اہم نکتہ ہے۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے خود اپنے مقام ومرتبے کا صحیح ادراک ہو اور اس چیز پر واضح طور پر ایمان ویقین ہو کہ ہمارا تعلق کس نظامِ حیات سے ہے کیونکہ درحقیقت اسلام ہے ہماری شناخت اور تشخص ہے۔ قرونِ اولی کے مسلمانوں کی طرح ہمیں دینِ اسلام کو ہی برتر دین ماننا ہوگا اور اللہ ربالعزّت کو حاکمِ اعلی۔ امّت کے جسد پر ایک اور بھی گہرا گھاؤ ہے جسے جلد از جلد درست کرنے کی ضرورت ہے اور وہ ہے امّت کا اتحاد جو موجودہ حالات میں قائم ودائم ہونا ناگزیر ہے۔ ایک ٹوٹی پھوٹی بکھری ہوئی امت کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔ آج بھی امتِ مسلمہ کو اگر کوئی چیز ایک لڑی میں پروسکتی ہے تو وہ نسخہ کیمیا ہے جو نبئی کریم ﷺ کے زریعے آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ امتِ مسلمہ اسوقت تک اپنے خلاف کی جانیوالی عالمی سازشوں کا کامیابی سے مقابلہ نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ باہم متحد ومتفق نہ ہوجائیں۔ امت کی اس وحدت کو جوڑنے کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اسلامی بیداری کی اس موجودہ لہر میں ساتھ دے۔ اسکے لئے موجودہ معیار ایمان واخلاق کو اوپر اٹھانے کی سعی کرنی ہوگی اور بلند اھداف کا تعین کرنا ہوگا۔

اس عہد کی تعمیل کرتے ہوئے اور ہزاروں طالبات کو اسلامی بیداری کی اس لہر کا حصّہ بناتے اسلامی جمعیت طالبات اپنے قیام کے چالیس سال مکمل کرچکی ہے۔ اسے پاکستانی طالبات کی نا صرف واحد نمائندہ تنظیم ہونیکا اعزاز حاصل ہے بلکہ یہ آج طالبات کے دلوں کی آواز بن چکی ہے۔

ع میری وحشتوں کو کافی تیری لطف کا سہارا
میں نے پایا تجھ کو دل میں کبھی دل سے ابھارا
میری فکر کے سبب میرا دل بھٹک گیا تھا
کی عطا مجھے جمعیت میری فکر کو سنوارا

پاکستان کی جامعات ہو یا کالجز، طالبات کی اس نمائندہ تنظیم نے دعوت دین، خدمت، رائے عامّہ کی ہمواری، حیاء کے پیغام کو عام کرنے اور قرآن کی دعوت کو پیش کرنے میں سب سے آگے ہے۔

موجودہ دور میں جب کہ باطل پرست قوتیں اسلامی معاشری کو بگاڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگارہی ہیں تو ایسے میں ضروری ہوتا ہے کہ معاشرے کا صالح عنصر برائی اور باطل پرست قوتوں کے خلاف میدانِ عمل میں کود پڑے اور کم سے کم وقت میں معاشرے کی اصلاح کرنے والا اور انسانوں کو ان کے مقصدِ وجود سے جوڑنے والا ہو۔ طالبات میں اسی فکر کو پروان چڑھانے اور موجودہ مغربی نظریات کو سمجھنے کے لئے اسلامی جمعیت طالبات ان گنت دعوتی سرگرمیوں اور مہمات مناتی ہے جن میں چند ایک کا

تعارف مندرجہ ذیل ہے:

الحیاء مہم:

معاشرے میں جب تک عورت بگاڑ سے محفوظ رہتی ھے تب تک وہ معاشرہ انحطاط کا شکار ہونے سے بچا رہتا ہے، مسلم معاشرے میں عورت کا کردار اور دائرہ کار اگرچہ محدود ہے مگر ذمہ داریاں اور کام کے اثرات مردوں سے زیادہ وسیع اور دوررس ہیں لیکن جب عورت استحصال کا شکار ہوجائے اور اپنی ذمہ داری کا دائرہ کار تبدیل کردے تو پھر تباہی اس معاشرے کا مقدر بن جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے ان کی حیاء کو نشانہ بنائے بیٹھے ہیں۔ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی کے خلاف اسلامی جمعیت طالبات ملک گیر سطح پر ہر سال الحیاء من الایمان مہم مناتی ہے۔ الحیاء مہم منانے کا مقصد معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی کے خلاف طالبات کے اندر شعور اجاگر کرنا، اور بے حیائی کی روک تھام کے لئے طالبات کو اپنا کردار ادا کرنے پر تیار کرنا ہے۔

اقدار و ثقافت مہم:

اسلامی جمعیت طالبات کئی برسوں سے غیر اسلامی روایات مثلاً بسنت و ویلنٹائن کے خلاف اس مہم کا انعقاد کرتی آرہی ہے۔ مہم کے دوران کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طالبات کے درمیان اسٹیکرز و پمفلٹس کی تقسیم کی جاتی ہے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مذہبی و غیر اخلاقی تہواروں کا کلیتاً بائیکاٹ کریں اور اسلامی اقدار و روایات پر فخر کریں۔

تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ مہم:

جس تیزی سے اسلام مغربی حلقوں میں مقبول ہوتا جارہا ہے، مغرب کی بے چینی بڑھتی ہی جارہی ھے اور اس بوکھلاہٹ کے باعث وہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے طرح طرح کے وطیرہ اپناتے ہیں جن میں سے ایک نبی ءکریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب ہے۔ مزکورہ مہم منانے کا مقصد طالبات کے اندر حبِ رسول ﷺ کا جذبہ اجاگر کرنا ہے اور انہیں رسول ﷺ کی شعوری پیروی کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔

تقدیسِ نسواں مہم:

اسلام نے جو حیثیت عورت کو دی ہے، معاشرے میں اسکی وہ حیثیت منوانے کیلئے جمعیت طالبات تقدیسِ نسواں مہم کا انعقاد کرتی ہے۔ مساوات مرد و زن کے نعروں نے خواتین کی جو تذلیل کی ہے اسکے ازالے کے لئے اس مہم کے تحت کانفرنسوں، لیکچرز اور فورمز کا انعقاد کیا جاتا ہے تا کہ خواتین کے تقدس کو پامال ہونے سے بچایا جائے۔

اسکے علاوہ رابطہ مہم، جہاد بالقلم مہم، استحکامِ پاکستان مہم، آغا خان بورڈ نامنظور مہم، داخلہ مہم، یکجہتی ءکشمیر مہم اور ان جیسی کئی مہمات کا انعقاد دورانِ سال ہوتا رہتا ہے۔

غرض یہ کہ اسلامی جمعیت طالبات کا روشن ماضی اور حال جہاں اعلائے کلمۃ الحق کی سربلندی اور اسلامی نظریہ حیات کی پاسداری کے ساتھ دعوت الی اللہ کا سرخیل نظر آتا ہے وہیں باطل پرستوں اور سیکولر نظریات کے حامل قوتوں کے اندر ہلچل بھی مچا دیتا ہے مگر جب رب کی رضا، بندگانِ خدا کی خدمت اور اسلامی انقلاب کی خوبصورت وجادواں منزل ہی مقصودِ نظر ہو تو مستقبل یقیناً کامیابی کی نوید سنائے گا۔

تحریر: منیبہ راشد